ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اختر شیرانی اور جان کیٹس کے مشترک رومانوی زاویے: تلاش حسن

A Comparative Study of Akhtar Shirani and John Keats: Quest for Beauty

ڈاکٹر فریحہ بخاری[1]
ڈاکٹر محمد ریاض عابد[2]

ABSTRACT

similarities and dissimilarities between their thought patterns, literary beliefs/schools of thoughts, romantic characteristics, concerns and themes etc... John Keats is the most Romantic English poet ever; likewise, Akhtar Shirani is the most Romantic poet, Urdu has ever produced. Romantic movement in English literature reached its climax in the early nineteenth century; a century before it set forth in Urdu. Still the two Romantic poets have striking similarities in the romantic characteristics of their poetry, like fervent imagination, quest for beauty, escapism, sensuousness, medievalism, nostalgia, supernaturalism etc.This article aims at a comparative study of Keats's and Shirani's quest for beauty. Surprisingly, both Romantic poets yearn for feminine beauty, the beauty of Nature and then reach the ultimate ideal of Beauty of Truth.To Keats, beauty itself is the ultimate truth; likewise, Akhtar Shirani through branded as a drunkard by the Urdu critics, sees the ultimate beauty of truth when just like Keats, his Romantic Ideals are shattered to bits. Unlike Keats, Shirani is unable to blend his findings of reality in odes but his scattered verses confirm that just like Keats, he clearly sees the rejection of his Romantic Ideals and .embrace the realistic beauty of truth in his later life

Keywords: Akhtar shirani, John Keats, Romanticism, Romantic, Comparative literature, Romanticism beauty of truth, Beauty, English poetry

کلیدی الفاظ: اختر شیرانی، جان کیٹس، تقابلی مطالعہ ،اردو، رومانویت ،رومانوی، شاعری، حقیقی خوبصورتی ،انگریزی شاعری

رومانویت کا ایک خاص طرۂ امتیاز، حسن کی تلاش ہے لیکن کلاسیکی اور رُومانوی حُسن میں شرق وغرب کا بُعد ہے۔ رومانویت، حسن میں ترتیب، سلیقے، شائستگی، تراش خراش اور نظم وضبط کی قائل نہیں بلکہ یہاں حسن اجنبی، وحشی، پر اسرار، ماورائی، ملکوتی، کرشمہ ساز اور جلال وجمال کا وہ پیکر ہے جس کا سیلِ رواں تمام بند توڑ دیتا ہے اور ہر قسم کے حدود وقیود کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے۔

اختر اور کیٹس دونوں نے اپنی شاعری میں حُسنِ نسوانی کے پیکر تراشے اور دونوں شُعرائے رومان کے صنم کدوں میں فینی اور سلمیٰ کے پیکروں میں حُسن کے وہ مرقعے نظر آتے ہیں جن کے وجود میں سارے جہاں کا حُسن جھلکتا ہے۔ کیٹس کے ہاں حُسن کی پرستش حُسنِ نسوانی سے شروع ہوتی ہے......!

Light fect, dark violet eyes, and parted hair,
Soft dimpled hands, white neck and creamy breast,
Are things on which dazzled senses rest
Till the fond fixed eyes forget their stare ؎[1]

اب درج ذیل شعر دیکھئے۔ شاعر کی محبوبہ محوِ خواب ہے اور وہ عالمِ وارفتگی میں اس کی آتی جاتی سانسوں اور ان آتی جاتی سانسوں کے ساتھ اُس کے سینے کے اُتار چڑھاؤ کو حیرتی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور حسنِ نسوانی سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

1۔ شعبہ اُردو، پنجاب کالج لاہور
2۔ شعبہ اُردو واقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، بہاول نگر کیمپس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

Pillowed upon my fair love's ripening breast
To feel for ever its soft fall and swell
Awake forever is a sweet unrest,
Still still to hear tender taken breath
And to live ever or else swoon to death ۲؎

کیٹس کے مندرجہ بالا اشعار کے بعد ایسی ہی صورتحال پر اختر کے درج ذیل اشعار سنئیے اور سر دھنئے:

محبوبہ شیریں ادا
بستر پہ یوں خوابیدہ ہے
جیسے غزالِ نازنیں
مدہوش و آرامیدہ ہے
پھولوں کی نازک سیج پر
جو روح کو مرغوب ہو
گر میرا تکیہ بن سکیں
وہ بازوئے سیمیں کبھی
سر کو اٹھاؤں میں نہ پھر
اے خاطرِ غمگیں کبھی
اس حال میں کیا رہ گیا
تا حشر جو مطلوب ہو
۳؎

اب کیٹس کی وہ نظم دیکھئے جو قرونِ وسطیٰ کے پس منظر میں نسوانی حسن کا مرقع پیش کرتی ہے۔ یہاں حسن نسوانی ایک پری زادی کے روپ میں جلوہ گر ہوتا ہے جس کے لمبے بال، مستانی چال اور پیکر نہایت لطیف ہے۔ پھر محبت میں اُس کی آہ وزاری، عاشق کو ایک قدیم غار میں خلوت میں لے جانا، عاشق کا اُس کی آنکھوں کو وحشت میں چُومنا، یہ سب حُسنِ نسوانی میں وحشت، اجنبیت، شدتِ جذبات اور ماورائیت کے عناصر کی خوبصورت آمیزش ہے جو نسوانی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ فرشتوں کی سی پاکیزگی لئے ہوئے ہے......!

I met a lady in the meads
Full Beautiful - a faery's child
Her hair was long, her foot was light
And her eyes were wild
I made a garland for her head,
And bracelets too, and fragrant zone,

She looked at me as she did love
And made sweet moan.
She took me to her elfin grot
And there she wept and sighed full sore,
And there I shut her wild wild eyes
with kisses four ؀۴

اختر شیرانی کی نظم ''ہرجائی'' کے درج ذیل اشعار دیکھیے تو کیٹس کی مندرجہ بالا ''لابیلا ڈیم سینز مرسی'' کی بے رحم، سنگدل اور سفاک حسینہ کی تصویر تازہ ہو جاتی ہے۔ محبوب مشرق کا ہو یا مغرب کا، اُس کا حُسن ملکوتی اور وحشی اور اندازِ جفا ایک سا ہے۔ کیٹس کی نظم میں یہ ماورائی، آسمانی حُسن کی مالکہ عورت، عاشق کو پہاڑی کھوہ میں لے جا کر، اُسے محبت کی زبان میں عالمِ لافانی کے پُراسرار نغمے سناتی ہے اور اُسے خدا جانے کون سا من و سلویٰ کھلاتی ہے، جس کے بعد عاشق اس مادی دُنیا کے قابل نہیں رہتا اور رُومانوی بہشتوں کی تلاش میں مارا مارا پھرنے لگتا ہے۔

اختر شیرانی کی ''ہرجائی'' بھی اس سے یکسر مختلف نہیں، یہاں تک کہ ''طریقۂ واردات'' بھی کیٹس کی رُومانوی حسینہ جیسا ہے:

چاند کی کرنوں سے گھبرا کر وہ خلوت کی تلاش
جس کو اپنے ضبط کا اک امتحاں سمجھا تھا میں
پھر وہ خلوت میں ہم آغوشی کی پنہاں کوششیں
تیری بے تابی کا جن کو رازداں سمجھا تھا میں
حسینہ برستے میں وہ لے جانا بیاباں کی طرف
جن کو تیری وحشتوں کا ترجماں سمجھا تھا میں
وہ تری مستی بھری لے اور وہ رنگیں غزل
جس سے تیرے ذوقِ شعری کو جواں سمجھا تھا میں
شکوہ کرنا، چشمِ میگُوں کا، وہ لعن مست سے
جس کو صرف اک شوخیٔ نازِ بُتاں سمجھا تھا میں
؀۵

اب کیٹس کی خوبصورت نظم "Eve of Saint Agnes" سے میڈلین کا سراپا ملاحظہ فرمایئے:

Full on the casement shone on the wintry moon
And threw warm jewels on Madeline's fair breast
As down she knelt for heaven's grace and boon
Rose-bloom fell on her hand, together prest
She seemed an angel newly drest
She knelt, so pure a thing, so free from mortal taint ؀۶

لامیہ کے درج ذیل اشعار پڑھ کے اُردو غزل کا روایتی محبوب یاد آجاتا ہے۔ لامیہ، جو ایک ناگن ہے، عورت کا روپ بدلنے سے پہلے بھی بھرپُور نسوانی خوبصورتی کی حامل ہے......!

She was a gordian shape of dazzling,......
Vermillion-spotted, golden, green and blue stripped like a ......, freckled like a paid
Eyes like a peacock, and all..................
And full of silver-moons that, as she breathed,
Dissolved or brighter shone, or interreathed
Their lustres with the gloomier...... ۷

کیٹس کی نگاہ میں میڈلین حسن و جمال کا وہ خالص پیکر ہے جو اس مادی دُنیا کی کسی بھی آلائش سے بالاتر ہے چنانچہ رُومانویت حسنِ نسوانی کو عفّت و عصمت کو اس ماہ جبیں پیکر کے طور پر دیکھتی ہے جو اس مادی دُنیا سے ماورا ہے اور صرف حُورانِ بہشت ہی کا خاصہ ہے۔ مزید براں رومانوی فنکار کو اپنے خیالوں کی سجائی ہوئی بہشت سے بڑھ کر کچھ بھی عزیز نہیں ہے۔

یہی میڈلین جب اپنی خوابگاہ میں لباس تبدیل کر رہی ہے تو، سمندری جھاڑ جھنکار میں اَدھ چھپی جل پری دکھائی دیتی ہے۔ یہ اشعار، شاعری اور اس امیجری کا خاص شاہکار ہیں جو کیٹس کا خاصہ ہے۔

of all its wreathed pearls her hair she frees,
Unclasps her warmed jewels one by one,
Loosens her fragrant bodice, by degees
Her rich attire creeps rustling to her knees
Half hidden like a mermaid in sea-weed ۸

دوسری طرف اختر کے ہاں حُسنِ نسوانی ''سلمیٰ'' کے رُوپ میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

سلمیٰ کا ارضی وجود ''مکتوباتِ اختر'' سے ثابت ہے لیکن رومانوی فنکار کا کمال یہی ہے کہ :

'ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا' کے مصداق وہ اس ارضی وجود کو ماورائیت کا وہ ٹچ دیتا ہے کہ اس کا محبوب کوئی عرش سے اترا ہوا پیکرِ معصوم معلوم ہوتا ہے چنانچہ سلمیٰ، بہارِ حسن کا وہ رنگین شاہکار ہے جسے فطرت نے خود اپنے رنگین ہاتھوں سے تخلیق کیا ہے۔ جس کی صُورت چندے آفتاب چندے ماہتاب، جس کا جسم ریشم و کمخواب سے زیادہ گداز ہے۔ الغرض وہ شبستانِ جوانی کا ایک زندہ ستارہ ہے اور اختر کے نزدیک وہ کوئی ارضی ہستی نہیں، اس

زمین پر ایک ''آسمانی خواب'' ہے۔
بہارِ حسن کا تو غنچہ، شاداب ہے سلمیٰ
تجھے فطرت نے اپنے دستِ رنگیں سے سنوارا ہے
بہشتِ رنگ و بُو کا تو سراپا اِک نظارہ ہے
تری صورت سراسر پیکرِ مہتاب ہے سلمیٰ
ترا جسم اِک ہجوم، ریشم و کمخواب ہے سلمیٰ
شبستانِ جوانی کا تو اِک زندہ ستارہ ہے
تو اس دنیا میں بحرِ حسن فطرت کا کنارہ ہے

تو اس سنسار میں اِک آسمانی خواب ہے سلمیٰ
جہانِ قدس کا تو ایک فردوسی فسانہ ہے
تجھے مصرِ جمال و ناز کی اِک ساحرہ کہیئے
صنم آبادِ عفت کی مقدس کافرہ کہیئے
ربابِ حسن کا تو ایک الہامی ترانہ ہے
پرستانِ لطافت کی تو اِک رنگیں کہانی ہے
جواں فطرت کا تو اِک گمشدہ خوابِ جوانی ہے
۹

سلمیٰ کے اس ملکوتی حسن کو چھونے اور حاصل کر لینے کی آرزو، اختر کے دل میں کروٹیں لینے لگی ہے اور وہ اس حُسن نسوانی کے سپنے سجانے لگتا ہے۔

مری آغوش میں ہو گا، وہ جسمِ مرمریں اُس کا
وہ اس کے خرمیٔ کا کل، وہ روئے نازنیں اُس کا
وہ رُخسارِ حسیں اُس کے، وہ حُسنِ یاسمیں اُس کا
وہ جس سے شوق کی دُنیا کو مہکائے گی وادی میں
سنا ہے میری سلمیٰ رات کو آئے گی وادی میں
۱۰

اختر کے ہاں سلمیٰ کے علاوہ اور بھی کئی کافرادا نازنینوں کے حُسن کے جلوے ملتے ہیں۔ عذرا کا نسوانی پیکر لفظوں میں یوں تراشتے ہیں......!

بہار و خواب کی تنویرِ مرمریں، عذرا!
شراب و شعر کی تفسیرِ دل نشیں عذرا
۱۱

مگر ملکوتی حسن کی پری صرف سلمیٰ ہے......! بقول راشد:

''سلمیٰ، اختر کا نصب العین ہے۔'' ۱۲

اور اس بارے میں نیر واسطی کا یہ کہنا سند کی حیثیت رکھتا ہے کہ یہ سلمیٰ کو بھلانے کی شعوری کاوشیں ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ سلمیٰ کے علاوہ، شاعر نے حسن و جمال کی جو دیویاں تراشی ہیں وہ محض ''نشرِ مکرر'' کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی سراپا نگاری سلمیٰ کے حسن سے چھنتی ہوئی کرنیں ہیں۔ ہاں! سلمیٰ جس کی صرف تصویر ہی بہار اور خواب کا ہیکل ہے، حُسن کی وہ ساحرہ خود کیا ہو گی، اختر ہی سے سنئے۔

یہ حسن نازنیں، یہ جلوہ نازِ آفریں تیرا
یہ معصومانہ چہرہ، غنچیٔ شاداب کا عالم
یہ مستانہ نگاہیں، اِک بہشتی خواب کا عالم

سراپائے خیالِ حور، جسم نازنیں تیرا
مجسم خندۂ خوابِ پری، رُوئے حسین تیرا
یہ موتی، یہ جبین یا انجم و مہتاب کا عالم
پریشاں خواب کا سا گیسوئے شب تاب کا عالم
چمن زارِ شعاعِ نور، عکسِ دل نشیں تیرا
تو از سر تا پا اِک نکہت و تنویر ہے سلمیٰ
شراب و شعر و موسیقی میں پنہاں تیری رنگت ہے
مرے خاموش دل میں موجزن تیری محبت ہے
بہار اور خواب کا ہیکل تری تصویر ہے سلمیٰ
۱۳ے

برکھارُت میں جب آسمان، ابر پاروں، نوبہاروں، رنگین آوارہ نظاروں کا ہجوم چھا رہا ہے اور گھٹاؤں کی نیلی فام پریاں، اُفق پہ دھومیں مچا رہی ہیں، ایسے میں حُسن نازنیں کی ایک ہی جھلک حواس کو مختل کر دیتی ہے، یہ اختر کی شاعری سے امیجری اور حسیاتی شاعری کی بہترین مثالوں میں سے ایک ہے۔

ایک حسنِ یاسمیں، رنگیں بہاروں کا ہجوم
ماہ پاروں کا ہجوم
آہ یہ مخمور آنکھیں، مست سی بے خواب سی
نیند میں بے خواب سی
جن سے چھلکا پڑ رہا ہے حشر پاروں کا ہجوم
فتنہ زاروں کا ہجوم
آہ! یہ شاداب چہرہ اور یہ حسنِ نازنیں
اُف یہ جسم یاسمیں
جیسے یکجا ہو سمٹ کر نو بہاروں کا ہجوم
اور ستاروں کا ہجوم!
۱۴ے

حُسن نسوانی کے دلکش بیان کے حوالے سے اختر کی ان تین شاہکار نظموں کا ذکر نہ کرنا ادبی بد دیانتی ہو گی جو تین الگ مجموعوں میں شامل ہیں لیکن غالباً ایک ہی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک نظم کو پڑھ کے لا محالہ دوسری کا خیال آتا ہے۔ یہ نظمیں اختر شیرانی کی رُومانوی شاعری میں نسوانی مرقع کاری کی بہترین مثالوں کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔

وکٹوریہ میموریل میں ۱۵ے، گزری ہوئی راتیں ۱۶ے اور طلوعِ بہار ۱۷ے۔

''وکٹوریہ میموریل میں'' شاعر نے حُسن نسوانی کے چلتے پھرتے، جیتے جاگتے، شاہکار دیکھے جبھی تو اس نظم کی ذیلی سرخی ہے ''چند زندہ تصویریں دیکھ کر'' ان نسوانی پیکروں کا تمام تر حسن، اختر نے لفظوں میں یوں پرو دیا کہ حسن نسوانی کے یہ پیکر شعری دُنیا میں زندہ جاوید ہو گئے۔

حسین چہروں سے رنگیں نقاب اٹھائے ہوئے
شریر آنکھوں میں سو بجلیاں بسائے ہوئے
گھنیری زلفوں کے سائے میں عارضوں کی بہار
اندھیری شاخوں پہ کچھ پھول لہلہائے ہوئے
سیہ نقاب میں روشن شفق نما رخسار
چراغ، رات کے پردوں میں جھلملائے ہوئے
شفق کی موجوں پہ تنویر رنگ و بُو رقصاں
کہ ان کے لب پہ تبسم سے لہلہائے ہوئے
رُخِ صبیح پہ گیسوئے مُشکبو کا ہجوم
فرشتے جانبِ افلاک، پر اٹھائے ہوئے
فضائے کا کلِ مشکیں میں شعلہ گوں عارض
سوادِ شام میں آتش کدے جلائے ہوئے
۱۸ے

عورت کے حسن کا،اسی قبیل کادوسرا شاہکار دیکھئے۔اس نظم کو پڑھ کے بائرن کی نظمShe walks in a beauty like lightیادآجاتی ہے۔یہ حُسن نسوانی کی وجودی، حرکی، بصارتی امیجری ہے جو حواس کو مختل کرکے رکھ دیتی ہے اور قاری شاعر کے تاثرات میں بہک ساجاتاہے......!

نہ بھولے گا ترا راتوں کو شرماتے ہوئے آنا
رسیلی انکھڑیوں سے نیند برساتے ہوئے آنا
رُخِ روشن کے جلووں سے سحر کا نُور بن بن کر
اندھیری رات کے پردوں کو سرکاتے ہوئے آنا
رُوپہلی چاندنی میں اپنی مستانہ خرامی سے
بہار و خواب کے سائے سے برساتے ہوئے آنا
بدن اپنا چرا لینا، کبھی نظریں جھکا لینا
ہم آغوشی کے اندیشے سے گھبرائے ہوئے آنا
نگاہوں میں حیاء، آنکھوں میں مستی، چال میں لغزش
مصور کے قلم کے خواب برساتے ہوئے آنا
۱۹ے

اختر شیرانی حُسنِ نسوانی کے اس حد تک دلدادہ ہیں کہ بہار کی آمد پر بھی انہیں کسی دوشیزہ رنگیں بدن کے آنے کا گمان ہوتا ہے اور وہ بہار کی آڑ میں عورت کے دلفریب حُسن،اس کی چشمِ میگوں،اس کے کانوں کے آویزوں،زُلفِ حوراوراس کے بادہ ومستی کی طرح امڈتے شباب کا قصہ لے بیٹھتے ہیں اوراس کے ''چسکے'' لینے لگتے ہیں:

پھر بہار آئی چمن میں پھول برساتی ہوئی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.2 2024

ہر قدم پر رنگ و بُو کے زمزمے گاتی ہوئی
فصل گلؔ ہے یا کوئی دوشیزہ رنگیں بدن
فرشِ گلؔ سے صُبح دم اٹھی ہے شرماتی ہوئی
جلوہئ ہائے تازگی و رنگ آنکھوں میں لیے
نشہ ہائے نغمہ و آہنگ برساتی ہوئی
کان میں پھولوں کے آویزے کہ پریاں رقص میں
دوش پہ بادل کہ زُلفِ حور لہراتی ہوئی
بن کے نور و نکہت و مستی کا اِک گُلگُوں سحاب
جھومتی، اٹھتی، مچلتی، پھیلتی، چھاتی ہوئی
ہے نظر سے بادہ و مستی کی کیفیت عیاں
ہر ادا حسن و شباب و کیف برساتی ہوئی

۲۰

کیٹس اور اختر دونوں کے ہاں حسن کی تلاش محض حُسن نسوانی ہی پر آکر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حُسن فطرت اور حُسن صداقت کی تلاش انہیں کشاں کشاں لئے پھرتی ہے چنانچہ کیٹس کو اس فطرت کے ہر رنگ، ہر انگ میں حُسن چھلکتا نظر آتا ہے۔

A thing of beauty is a joy for ever
Its loveliness increases, it will never, pass into nothing, but still will keep.
A bower quiet for us and a sleep
Full of sweet dreams, and health and quiet breathing,
Therefore, on every morning, are we wreathing
A flowery band binds us to the earth
Spite of despondency of the inhuman dearth
Of noble natures, of the gloomy days
Of all the unhealthy and over darkened way
Make for our searching; yet in spite of all
Some shape of beauty moves away the pall
From our dark spirits, Such the sun, the moon,
Trees old, and young, sprouting a shady boon
For simple sheep, and such are daffodils
With the green world they live in and clear rills
That for themselves a cooling covert make

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

'Gainst the hot season, the mild forest brake
Rich with a sparkling of fair musk-rose blooms
And such too is the grandeur of the dooms
We have imagined for the mighty dead
All lovely tales that we have heard or read:
An endles fountain of immortal drink,
Pouring into us from the heaven's brink ؂۲۱

''اوڈبنام بلبل،، میں پھولوں کی خوبصورتی اور چاند کی ٹھنڈی روشنی پتّوں سے چھن چھن کے آرہی ہے۔

The gross, the thicket and the fruit-tree wild
White hawthorn and the pastoral eglantine
Fast fading violet, covered up in the leaves
And mid-May's elder child
The coming musk-rose full of dewy wine
The murmurous haunt of flies on summer eves ؂۲۲

کیٹس کے خیال میں حُسن فطرت ہے، جو شاعر کے لیے ابدی مسرّت فراہم کرتا ہے اور اُسے تخلیق پر مائل کر کے شاعر بنا دیتا ہے:

For what had made the sage or poet, write
But this fair paradise of Nature's light ؂۲۳

شاعر، گُلاب کے حُسن کو محسوس کرتا ہے اور یہ احساس اُسے حسرت سے ہمکنار کرتا ہے، جبکہ سائنس اس کی نازک پنکھڑیوں کی چیر پھاڑ کر کے، اس کا ''تجزیہ،، کرتی ہے، لہٰذا سائنسی نکتۂ نظر، اُس حسیّاتی حسرت سے محروم رہتا ہے، جو صرف اور صرف شاعر کا حساس دل، محسنِ فطرت سے کشید کرتا ہے، کیٹس نے اس خیال کو یُوں پیش کیا ہے:

There was an aweful rainbow once in heaven,
We know her woof, her texture, she is given
In the dull cataloguc of common things ؂۲۴

چنانچہ کیٹس کو تو خزاں کے ٹنڈ منڈ درختوں، سُوکھے پتوں اور اُداس موسم میں بھی وہ حُسن دکھائی دیتا ہے جو صرف حسنِ فطرت کے ایک سچّے عاشق کو ہی دکھائی دے سکتا ہے:

Where are the songs of spring - Ay where are they?
Think not of than, thou hast thy music too ؂۲۵

اور خزاں کیٹس کے لیے، بار آور موسم بن جاتا ہے جب گودام پکے ہوئے اناج سے بھر جاتے ہیں، جھونپڑیوں کو ڈھانپے ہوئے درخت سیبوں سے لد جاتے ہیں اور شہد کی مکھیاں، پھول کا رس کشید کرنے نکل پڑتی ہیں......!

Season of mists and mellow fruitfulness!
Close bosom-friend of the maturing sun;
Conspiring with him, how to load and bless
With fruit the vines that round the thatch-eves run
To bend with apple the moss;d cottage trees,
And fill all fruit with ripeness to the core; ؎۲۶

اِدھر اختر شیرانی بھی حسن فطرت کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے کچھ کم متاثر نہیں ہوئے۔

نیندوں میں کھوئی ہوئی بیدار ہوئیں
گلزار میں گلریز، گہربار ہوائیں
ہیں نور میں بھیگی ہوئی سرشار ہوائیں
یا بال فشاں، مستی و نکہت کے نظارے
یہ چاندنی رات اور یہ پُرخواب فضائیں
اِک موجِ طرب کی طرح بے تاب فضائیں
سبزے کا ہجوم اور یہ شاداب فضائیں
مہکے ہوئے نظارے ہیں، بہکے ہوئے تارے!
یہ تارے ہیں یا نور کے پیمانے ہیں روشن
معصوم پری زادوں کے کاشانے ہیں روشن
مستانہ ہواؤں پہ پری خانے ہیں روشن
یا دامنِ افلاک میں بے تاب شرارے
ساحل ہیں کہ خوابیدہ نظاروں کے شبستاں
دامن میں لئے چاند ستاروں کے شبستاں
فردوس کی مستانہ بہاروں کے شبستاں
اختر کی تمنا ہے، یہیں رات گزارے
؎۲۷

چنانچہ وہ اپنی محبوبہ سلمیٰ کی رفاقت میں، اس خیالی بہشت میں رہنا چاہتا ہے۔
لارنس باغ میں حُسن فطرت کے حسین نظارے دیکھیے......!

یہاں نیلی فضائیں، چاند کی روشنی میں، بحرِ نُور کا منظر پیش کر رہی ہیں اور اس میں آبی پریاں اُبھر رہی ہیں؛ اُن کے چندنی بالوں میں چھپے جسمِ احمریں آفتِ جاں دکھائی دے رہے ہیں...... یہاں شاعر کو انسانی رُوح بے حجاب دکھائی دیتی ہے۔

چاندنی سے بن گئیں نیلی فضائیں بحرِ نُور
کہکشاں، موجوں کا کف
قصر میں بے انتہا موتی ہیں غلطاں بے صدف
دُور و نزد و نزد و دُور
آ رہی ہے سطح پر (سُوئے زمیں) آبی پری
زہرہ گوں اُس کی جبیں
نیم پنہاں چندنی بالوں میں جسمِ احمریں
مائلِ خینا گری
مطربانِ بزمِ قدسی دم بخود، سرخم، خموش
رُوحِ انساں بے حجاب
عشق دستِ حسن میں مضراب، میرا دل رباب
رقص میں ہیں عقل و ہوش

۲۸

یہ درست ہے کہ اپنی جان لیوا بیماری کے انکشاف، منڈلاتی ہوئی موت، سانسوں اور اذیت کے کامل یقین، فینی بران کے بیداد گری اور کج ادائی اور بے وفائی نے کیٹس کے رُومانوی آئیڈیل کو توڑ پھوڑ کے رکھ دیا تھا اور اخیر عمر بہار ۱۹۸۱ء کے آفاقی اہمیت کے حامل اوڈز میں وہ ان حتمی حقیقتوں تک پہنچتا ہے جو کچھ ناقدین کے مطابق خود اس کی اعلیٰ وارفع خیالی بہشتوں کو زمیں بوس کر دیتی ہیں جو اس نے اپنی ابتدائی شاعری کی نظموں میں تخلیق کی تھیں۔۲۹ یہ انسانی زندگی کی وہ اعلیٰ وارفع صداقتیں ہیں جو صدیوں کے عمل کا نچوڑ ہیں اور دلچسپ و عجیب بات یہ ہے کہ ان کو محض ۵۲ برس کا نوجوان بیان کر رہا ہے جس نے لمحوں میں صدیوں کے دکھ جھیل ڈالے۔

دوسری طرف یہ کہنا کہ اختر شیرانی، زندگی کے تلخ حقائق سے سرے ہی سے کورے اور نابلد تھے یا اُنھوں نے کیٹس کے برعکس نسوانی حُسن کے علاوہ حُسنِ صداقت کی تلاش سرے سے کی ہی نہیں، عجیب و غریب سی بات ہے۔ اختر کے ہاں حسن صداقت کی تلاش کی شدید تڑپ ملتی ہے جو ان کے کلیات میں جگہ جگہ کلپ رہی ہے چنانچہ وہ اپنی محبوبہ سلمیٰ کی رفاقت میں اس خیالی بہشت میں رہنا چاہتے ہیں جہاں حسن و صداقت کی حکمرانی ہو۔

''حُسنِ صداقت'' کی تلاش، اختر کی گھٹی میں پڑی ہے اور اس کی پرداخت میں ان کے خاندانی ماحول کا بڑا عمل دخل ہے۔ حافظ محمود شیرانی کا بیٹا، ہر چند کہ شراب نوشی میں پڑ کر اپنی راہ کھوٹی کر بیٹھا لیکن حُسن صداقت پر اس کا ایمان کبھی متزلزل نہ ہو سکا بلکہ وہ احساسِ گناہ جو ان کے شعروں میں جا بجا بکھرا نظر آتا ہے، حُسن و صداقت کی تلاش کو شدید تر کر دیتا ہے۔ ایک گنہگار جس کے دل میں، اُس کے گناہ کانٹے کی طرح کھٹکتے ہوں اُس سے زیادہ حسن صداقت کا متلاشی اور کون ہو سکتا ہے؟؟

چنانچہ اختر اور ینوی کا یہ کہنا کہ :

''کیٹس اور اختر دونوں کے یہاں جو حواسیہ حسن پسندی ہے مگر کیٹس اس منزل سے گزر کر روح کی وسعتوں میں بھی گرم سفر ہوتا ہے۔ وہ ''حواسیہ حسن پسندی'' کے بعد ''حسن قدرت'' (Beauty of truth) کو بھی دیکھ لیتا ہے مگر اختر کی شاعری کو شاید ابھی یہ منازل پسند نہیں گو کبھی کبھی اس کی نظر اس مقام تک پہنچ جاتی ہے۔''۳۰

محل نظر ہے!

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حقیقت یہ ہے کہ اختر شیرانی بھی کیٹس کی طرح حُسن نسوانی سے حُسن فطرت، حُسن فطرت سے حُسن قدرت اور پھر حُسن صداقت کی تلاش میں روح کی وسعتوں میں سر گرم ہوتے ہیں اور ضرور ہوتے ہیں! کیٹس کی طرح، ان کے ہاں حسن صداقت کی تلاش، ''اوڈز'' کی شکل میں مجسم نہیں ملتی لیکن ان کے جہانِ شعر میں متعدد نظمیں اور جابجا بکھرے ہوئے اشعار، اس کلپتے دل کے ترجمان ہیں جو اس ''مقتلِ حُسن و صداقت'' میں سچائیوں کے حُسن کے لئے تڑپ رہا ہے۔

لہٰذا خود اختر اور ینوی کے اپنے بیان میں تضاد موجود ہے اور آخری جملہ بجائے خُود پوری عبارت کی نفی کر رہا ہے چنانچہ اختر شیرانی کے ہاں بعینہٖ کیٹس، حسن بمعنی صداقت ہے۔ کیٹس نے اپنے لافانی اوڈ میں کہا تھا کہ:

Beauty is truth and truth beauty
All ye know on earth and all ye need to know ۳۱

کلامِ اختر میں حُسن و صداقت کا یہ تال میل دیکھئے:

یہ دُنیا، جو اَلم آبادِ افکارِ محبت ہے
یہ دُنیا جو تظلّم گاہِ جورِ دستِ قدرت ہے
حقیقت میں مگر یہ مقتلِ حسن و صداقت ہے
یہ دُنیا دیکھنے میں کس قدر معصوم جنت ہے
۳۲

چنانچہ اختر کے لئے یہ دُنیا جہاں حیوان نما انسان بستے ہیں ''مقتلِ حُسن و صداقت'' ہے۔
یہاں کیٹس کی طرح حُسن و صداقت، اختر کے ہاں ہم معنی ہو جاتے ہیں......!
''حُسن صداقت'' کے لئے اختر کے کلپتے دل کی تڑپ دیکھئے:

اس فکر کی دُنیا میں کہ جہاں معیارِ صداقت کچھ بھی نہیں
''دو آشکوں'' سے بڑھ کر سچّا اور اظہارِ محبت کچھ بھی نہیں ۳۳

اور

بہشتوں کی لطافت ہے جہاں کی زندگانی میں
خدائی حسن عُریاں ہے جہاں کی نوجوانی میں
صداقت کروٹیں لیتی ہے سازِ دل کے تاروں میں
مری سلمیٰ مجھے لے چل تو ان رنگیں بہاروں میں
مزہ آتا ہے کوثر کا جہاں کے سادہ پانی میں
۳۴

چنانچہ وہ اپنی محبوبہ سلمیٰ کی رفاقت میں، اس خیالی بہشت میں رہنا چاہتا ہے جہاں حسن و صداقت کی حکمرانی ہو۔
حسن صداقت پر اختر کو اس قدر یقین ہے کہ اُن کے نزدیک حسن صداقت کو فنا نہیں۔

محبت میں جو ہو جاتا ہے، پائندہ نہیں مرتا
صداقت، جس کو کر دیتی ہے تابندہ نہیں مرتا
ہے جس میں عشق رقصاں وہ دلِ زندہ نہیں مرتا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نوائے ''لافنا'' ہے روح کے خاموش تاروں میں
مری سلمٰی مجھے لے چل تو ان رنگیں بہاروں میں
۳۵

کیٹس کے نزدیک بھی حُسن صداقت کو بقا حاصل ہے۔

"A thing of beauty is a joy for ever". ۳۶

اختر، اپنی نظم ''رُویائے شیراز'' میں وہ روحِ حافظ سے التجا کرتے ہیں کہ اپنے شاعرانہ افکار کے ایک مغالطے کی گرہیں، اختر پر وا کر دے اور ''چہرۂ حسن حقیقت'' سے ''پردۂ راز'' اٹھادے تاکہ وہ حُسن صداقت تک پہنچ سکے۔

اے کہ ہے ذہن ترا اوجِ حقیقت کو محیط
اے کہ ہے فکرِ رسا، تیری ثریّا پرواز
لیکن اِک نکتہ سمجھ میں نہیں آیا اب تک
چہرۂ حسن حقیقت سے اٹھا پردۂ راز
۳۷

چنانچہ وہ محوِ دعا ہیں کہ:

صنم خانے میں ذوقِ معرفت اِک دشوار منزل ہے
حریم معرفت میں بے نیاز ماسوا کر دے
۳۸

چنانچہ اختر اور بیوی کے علاوہ دیگر ناقدینِ اختر سے بھی اِس معاملے میں چُوک ہوئی ہے۔

ڈاکٹر یونس حُسنی کی اختر شناسی، شک وشبہ سے بالا تر ہے۔ لیکن جب وہ یہ کہتے ہیں کہ:

''فکری اور علمی اعتبار سے تو رومانیت کے لیے زمین تیار ہی نہیں کی گئی تھی۔ اِس لیے اُردو کے رُومانی شعراء فضا میں معلق نظر آتے ہیں۔ زمین پر پاؤں رکھنا اُنھوں نے سیکھا ہی نہیں۔ یہی فکری بے مائیگی اختر کے حصّے میں بھی آئی۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے صداقت اور حقیقت کی تلاش میں وہ پریشانیاں کبھی نہیں اُٹھائیں، جو انگریزی شعراء کا مقدر بنی رہیں۔''۳۹

تو حیرت ہوتی ہے کیونکہ کم از کم اختر شیرانی کے حوالے سے یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا۔

اختر شیرانی کو آج کی مادی دنیا میں حُسن صداقت ڈھونڈے سے نہیں ملتا اور وہ انسانی اور اخلاقی قدروں کی زبوں حالی پر طنز کرتے ہیں۔

خدائی ہے محروم، صدق و صفا سے
خدائی میں صدق و صفا کو بھلا دیں
وہ سینے ہیں حساس دل جن میں لرزاں
انہیں سنگریزوں کا مسکن بنا دیں
وہ دل جن میں ہیں عشق کے شعلے رقصاں
انہیں خاکداں حسرتوں کا بنا دیں
کہ دُنیا ہے بے گانہ، عشق و وفا سے
پھر انسانیت، منحرف ہے خدا سے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۴۰

اختر کی نظم ''معصومیت'' میں اخلاقی اور روحانی قدروں کی پامالی کا ماتم ملاحظہ فرمایئے:

روح کے گل کدے ویران ہوئے جاتے ہیں
شیطنت کاری کے سینے مسکن
دل کے شورش کدے سنسان ہوئے جاتے ہیں
اور جذباتِ صفا کے مدفن
ولولے خیر کے بے جان ہوئے جاتے ہیں
اور منزل گہِ صد اہرمن
جو تھے انسان وہ حیوان ہوئے جاتے ہیں
آہ او سفلگیِٔ ''چرخِ کہن''

۴۱

حقیقت یہ ہے کہ اختر کی نظم ''معصومیت'' "Ode the innocence" کا درجہ رکھتی ہے اور اس میں عورت کی عفت و عظمت، تقدیس، گناہ، وحدت الوجود اور جدید مادی زندگی میں انسان کی تاریک آلودہ روح جیسے اعلیٰ مباحث چھیڑے گئے ہیں۔ کیٹس کی طرح، اختر نے اس میں یونانی اساطیر کے حوالے نہیں دیئے لیکن نظم بجائے خود کمال ہے۔ انسانی قدروں کی پامالی کا نوحہ اور حُسنِ حقیقت کی تڑپ اس کے ایک ایک شعر سے عیاں ہے۔

ن۔م راشد نے اس نظم میں انسان کو ''مکر و دغا پیشہ حیوان'' کہنے پر اختر کے لاشعور میں ایک ''فریب آمیز خودی'' کا احساس دریافت کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس سوچ کو اختر کی ''قنوطیت'' پر محمول کیا ہے کہ:

''ان کی تیاگی ہوئی بستیوں کے انسان، خدا کی ذلیل ترین مخلوق ہیں۔''۴۲

حقیقت یہ ہے کہ راشد نے اس نظم اور اس قبیل کی اور نظموں کو اپنے ادبی نظریئے کے حوالے سے دیکھنے کی کوشش کی ہے ورنہ اختر شیرانی نے اپنی خیالی بہشتوں سے قطع نظر، اس ''مقتلِ حسن و صداقت'' کے بارے میں جو بیان کیا ہے، عین ارضی حقیقت ہے۔

یہی ارضی حقیقت کیٹس کے الفاظ میں سُنیے ''اوڈ بنام بلبل'' (Ode to the Nightingale) میں کہتے ہیں:

The weariness, the fever and the fret
Here, where men sit and hear each other groan;
Where palsy shakes a few, sad, last gray hairs,
Where youth grows pale, and spectre-thin, and dies,
Where but to think is to be full of sorrow
And leaden-eyed despair ۴۳

اپنے شاگرد، ن۔م راشد کے برعکس، اختر سیدھے سادھے مذہبی خیالات کے مالک انسان تھے۔ احساسِ گناہ ہوتا ہی اُس شخص میں ہے جس کو مستقیم رستے سے اپنے بھٹک جانے کا شدید قلق ہو۔ پھر انہوں نے نعت جیسی اعلیٰ صنف میں آپ a کے وسیلے سے معرفتِ حق تلاش کرنے کی مقدور بھر کوشش بھی کی، چنانچہ اختر کی شاعری کے مطالعے کی روشنی میں راشد کا درج ذیل بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ:

''اختر صرف جذبات کے نقاش ہیں، جذبات پرست ہونے کے ساتھ ساتھ وہ آوارہ تخیل شاعر ضرور ہیں اور بعض دفعہ نادانستہ خیالات کی رو میں بہہ جاتے ہیں لیکن کولرج، رومی یا ٹیگور کی طرح انہوں نے کبھی معرفت اور تصوف کا لبادہ پہن کر کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے سے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا اور کبھی افیم کی چسکی لے کر، ہاتھ میں قلم اٹھائے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

صفحۂ قرطاس پر اونگھنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اس نام نہاد روحانیت اور تصوف سے بہت گھبراتے ہیں جو ہماری روح میں ایک گہرا جمود پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے مادی اور ارضی احساسات کے گرد ان موہوم تاروں کو حلقہ زن نہیں ہونے دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایک مادی حقیقت ہی رہی ہے۔'' ۴۴

اوّل تو یہ بات سرے ہی سے درست نہیں کہ اختر شیرانی کے ہاں، رُوحانیت، مذہب، تصوّف یا معرفتِ حق سے کنارہ کشی موجود ہے اور اس حوالے سے متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

دوم یہ کہ یہ ''نادانستہ خیالات کی رو'' نہیں بلکہ اپنے شاگردِ رشید کے برعکس مذہب اختر کی گُھٹی میں پڑا ہے اور اختر کے شعری افکار کا ایک عمیق تر مطالعہ راشد کے اس بیان کو درست ثابت نہیں کرتا۔''

روحانیت اور تصوف، راشد کے الحادی نظریات کے مطابق ''نام نہاد'' ہو سکتے ہیں لیکن عین ممکن ہے کہ اختر شیرانی کے نزدیک یہی نظریات عین حقیقت ہوں اور ایسا ہے بھی کیونکہ اختر کی درج ذیل مستزاد جسے راشد ''امارت کے خلاف اظہارِ نفرت'' کہہ کر اشتراکی نظریات میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں، انسانی روح کی اُن ویرانیوں، پستیوں اور بے چراغ ایوانوں کا وہ نوحہ ہے جسے صرف مذہب اور تصوّف کے نکتہ نظر ہی سے سمجھا جاسکتا ہے اور اس ''احساسِ گناہ'' سے بھی جو اختر کے دل کو مسلسل کچوکے لگاتا رہتا ہے یوں اُن کو اپنی بے چراغِ روح کی پریشانی آفاقی رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

ایک اور اہم نکتہ جو اس بارے میں غور طلب یہ ہے کہ رومانوی شاعر لاکھ ذہنی بہشتیں سجائے آخر تو وہ گوشت پوست کا ایک ''مجموعہ فکر و خیال'' ہے چنانچہ عین ممکن ہے کہ اپنی ذہنی بہشتوں کو زمین بوس ہوتے دیکھ لینے کے بعد اُس کے پاؤں، ارضی سچائیوں سے بھی ٹکرائیں، کیٹس اور اختر دونوں کے ہاں ایسا ہوا بھی ہے۔ دونوں شاعروں کے ہاں فرار کے بعد عدم فرار (Anti-Escapism) کی کیفیات ملتی ہیں اور رومان کے آسمانوں پر تخیّل کے پروں سے تادیر اڑتے رہنے کے بعد وہ اسی ارضی زمین پر اُتر آتے ہیں۔

دیکھیے، اختر شیرانی، کس فُضائے روحانی کے پرستار ہیں اور رُوحانی قدروں کے پایۂ زوال ہونے پر کس درجہ ماتم کناں ہیں:

لوح و دل میں ہیں لیکن رخت آفتیں برپا
ہاں قیامتیں برپا
ہو چکی ہے اب غارت وہ فضائے روحانی
وہ صفائے رُوحانی
سازِ دہر سے جاری حرص کے ترانے ہیں
فسق کے فسانے ہیں
مٹ گیا ہے ہستی سے ذوقِ پاک و امانی
نقشِ کیفِ رُوحانی
۴۵

سازِ حرص سے اُبلتے متعفّن ترانے اختر کی سماعت سے ٹکراتے ہیں تو اُس کا حساس دل، چیخ اُٹھتا ہے:

تری دُنیا میں گرمکار ہی مکار بستے ہیں!
تو میرا سینہ کیوں اخلاص سے معمور ہے یا ربّ؟
مرا ہی دل میئ اُلفت سے کیوں سرشار ہے یا ربّ؟
تری دُنیا اگر خونخوار حیوانوں کا مسکن ہے
اگر اپنوں کے غم پہ مسکراتے ہیں ترے بندے
تو مجھ کو کیوں پرائے غم پہ بھی رونا سکھایا ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مری آنکھوں میں کیوں سارے جہاں کا دُکھ بسایا ہے؟
تری دُنیا کی رونق، مکر، جھوٹ اور بے وفائی ہے
یہاں تیری خدائی ہے کہ شیطاں کی خدائی ہے؟
۴۶

طیورِ آوارہ میں موجود، اختر کی ایک نظم، ''میخانۂ حیات میں کیا آرمیدہ ہوں''، دیکھیے، حیات وکائنات کے زندگی وممات فناوبقا، عیش وغم کے کون کون سے مُباحث چھیڑے گئے ہیں، کیا یہ اوراس قبیل کی اور نظمیں (جن کا ذکر اوڈز کے حوالے سے آئے گا) محض ایک نوجوان کا جذباتی ابال ہیں......؟

میخانۂ حیات میں کیا آرمیدہ ہوں
بزمِ ازل کا ساغرِ راحت چشیدہ ہوں
آغازِ عشق ہی مجھے انجامِ عشق ہے
میں دامنِ نسیم پہ اشکِ چکیدہ ہوں
تصویرِ خاک میں مجھے ظاہر کیا ہے کیوں؟
میں نوبہارِ قُدس کا رنگ پریدہ ہوں
ہوں گلستانِ غم کا گلِ داغدار میں
یا نونہالِ درد کی شاخِ بریدہ ہوں
اس دامگاہِ دہر میں کیوں ہو گیا اسیر
میں شاخسارِ خلد کا مرغِ پریدہ ہوں
مرے سکوت پر نہیں کچھ ضبطِ دل گراں
میں کاروانِ عشق کی موتِ شنیدہ ہوں
اختر یہ فیصلہ ہے نبردِ حیات کا
ہو جاؤں گا فنا کہ فنا آفریدہ ہوں
۴۷

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کا یہ محاکمہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا کہ:

''اختر کی شاعری ایک نوجوان کا جذباتی اُبال ہو گئی ہے۔ایک پہاڑی ندی ہے جو بڑی تیز رو اور بہت پُر شور ہے مگر اس میں گہرائی نہیں ہے اور اس کا فیض ایک میدانی، سست گام اور وسیع دریا کی طرح عام نہیں ہے۔ان کی شاعری کا مرکزی نقطہ فقط حسن و عشق ہے...... اس میں فلسفیانہ گہرائی کا فقدان رہا۔'' ۴۸

حوالہ جات

۱۔ John Keats, The Complete Works of John Keats, Volume 5, Edited by Harry Buxton Forman, T. Y Gorvell & Company, 1817, p. 27

۲۔ John Keats, "The complete poetical works and letters of John Keats" Macmillan Company , 1903, pg 52

۳۔ اختر شیرانی، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۴۱۵

۴۔ John Keats, “The poetical Words and Other writings of John Keats”, Edited by Harry Buxton Forman, Reeves & Turner, 1883, pg 359

۵۔ اختر شیرانی، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۲۷۴

٦۔ John Keats, “The poetical works of John Keats”, University of Lawrence, 1854, pg223

۷۔ John Keats, “The complete poetical works and letters of John Keats”, Houghton, Mifflin, 1899, pg 147

۸۔ John Keats, The Complete Works of John Keats, Volume 5, Edited by Harry Buxton Forman, Volume 2, 1900, pg 80

۹۔ اختر شیرانی، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۲۸۵

۱۰۔ ایضاً ص نمبر ۲٦۳

۱۱۔ ایضاً ص نمبر ۱۱۱

۱۲۔ ایضاً ص نمبر ۲۷

۱۳۔ ایضاً ص نمبر ۲۸۴

۱۴۔ ایضاً ص نمبر ۴۲-۴۱

۱۵۔ ایضاً ص نمبر ۱۰۲-۱۰۱

۱٦۔ ایضاً ص نمبر ۲۰۹-۲۰۸

۱۷۔ ایضاً ص نمبر ۲۱۲-۲۱۱

۱۸۔ ایضاً ص نمبر ۱۰۲-۱۰۱

۱۹۔ ایضاً ص نمبر ۲۰۹-۲۰۸

۲۰۔ ایضاً ص نمبر ۲۱۲-۲۱۱

۲۱۔ Keats, John, the Poems of Keats wordsworth, 1994, pg61

۲۲۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Crowell, 1895, pg219

۲۳۔ John Keats, “The complete poetical works and letters of John Keats”, Houghton , Mifflin, 1899, pg 16

۲۴۔ Keats, John, the Poems of Keats wordsworth, 1994, pg188

۲۵۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Crowell, 1895, pg310

۲٦۔ Keats, John, 'The Complete Works of John Keats', Gowers & Gray,, 1901, pg119

۲۷۔ اختر شیرانی، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۲۳۸-۲۳۷

۲۸۔ ایضاً ص نمبر ۹۱۸

۲۹۔White , Kenneth D., “John Keats and the Loss of Romantic Innocence”, Rodopi, 1996, pg 12, 13, 120, 138, 184

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۳۰۔اختراورینوی، ''اُردو کی رومانوی شاعری اوراختر شیرانی'' مشمولہ کلیات اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، ص نمبر ۴۷

۳۱۔ اختر شیرانی، کلیات اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۳۸۔۷۳۹

۳۲۔ ایضاً ص نمبر ۹۶

۳۴۔ ایضاً ص نمبر ۶۵۹

۳۵۔ ایضاً ص نمبر ۶۵۹

۳۶۔ Keats, John, Endymion: A Poetic Romance, M. Milford, OUP, 2008, pg 3

۳۷۔ Ibid pg 69

۳۸۔ Ibid pg 942

۳۹۔ Ibid pg 75

۴۰۔ Ibid pg 382-383

۴۱۔ اختر شیرانی، کلیات اختر شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی، بک ٹاک لاہور، ۲۰۰۹ء، ص نمبر ۷۷-۷۶

۴۲۔ ن۔م۔راشد، چند لمحے اختر شیرانی کے ساتھ، دیباچہ، اخترستان، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یُونس حُسنی، ص نمبر ۱۷۰

۴۳۔ John Keats, "The poetical works of John Keats", Edited by H. B Former, OUP, 1884, pg 270

۴۴ ۔ن۔م۔راشد، چند لمحے اختر شیرانی کے ساتھ، دیباچہ، اخترستان، کلیاتِ اختر شیرانی، مرتبہ: ڈاکٹر یُونس حُسنی، ص نمبر ۱۷۰

۴۵۔ ایضاً ص نمبر ۱۳۴

۴۶۔ ایضاً ص نمبر ۴۱۰

۴۷۔ ایضاً ص نمبر ۴۸۹

۴۸ ۔یونس حسنی، ڈاکٹر، ''اختر شیرانی اور جدید اُردو ادب''، ص نمبر ۳۳۵